AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 2. No. 1 (2025)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

درست املا کی ضرورت واہمیت: ایک جائزہ

AN OVERVIEW OF NEED AND IMPORTANCE OF CORRECT SPELLING

Dr.Uzair Ahmed
SED Lahore
Dr.Haroon
SED Lahore

Abstract:
Alphabets of any language are representatives of different sounds. These are known as visible signs and symbols of a language. The structure of a word depends on these alphabetic letters. If these letters of a word are not selected in accordance with rules of a specific language then irregularity and chaos prevails, it affects the validity, effectiveness, charm and beauty of any script and language. Importance, usefulness and scope of a script of any language correct dictation. The rules of Urdu dictation should be followed at any cost for the bright future of Urdu language and literature. In this research article an effort has been made to indicate the importance of correct and valid dictation for Urdu. So that it may compete with challenges of modern linguistic world of this era.

Key words: Alphabets, visible signs, symbols of a language, alphabetic letters, chaos, Importance, a script of language, correct dictation, valid dictation, modern linguistic

درست اردو بولنے اور لکھنے کے لیے لفظوں کے صحیح املا کا علم ہونا ضروری ہوتا ہے۔اگر مفرد لفظوں کو صحیح طور پر نہ لکھا جائے تو ان کی مدد سے تشکیل پانے والے جملے ٹھیک نہیں ہو سکتے اور ایسے جملوں سے جو عبارت بنتی ہے، وہ بھی کسی طور درست نہیں ہوگی۔ عبارت جملوں سے بنتی ہے اور جملہ دو یا دو سے زیادہ لفظوں سے بصری روپ اختیار کرتا ہے۔اس طرح اصل اہمیت و فضیلت لفظ کو حاصل ہے۔ جاذب نظر اور موثر عبارت اسے قرار دیا جائے گا جس میں املا اور انشا کا کوئی نقص یا سقم نہ ہو۔ اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اصلاح املا میں ہوا کرتی ہے، رسم الخط میں نہیں۔وہ یا تو رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ حرفوں کی صورتیں متعین ہیں، اس لیے رسم الخط نہیں بدلتا۔

اردو املا اور رسم الخط کے بارے میں عرفان رامے بیان کرتے ہیں کہ :

"املا میں تصحیح کی ضرورت اس لیے بھی پیش آتی رہتی ہے کہ ان جانے میں یا کسی اور وجہ سے کچھ لوگ بعض لفظوں کو غلط طور پر لکھنے لگتے ہیں ابتداً ایسا کرنے والے لوگوں کا گروہ مختصر ہوتا ہے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔اور پھر ان لوگوں کا لکھا ہوا سند بن جاتا ہے اور ان کو دیکھ کر بہت سے لوگ غلطیاں کرنے لگتے ہیں"(1)

اردو املا اور رسم الخط کے بارے میں ملک نزیر بیان کرتے ہیں کہ :

AL-AASAR Journal Vol. 2. No. 1 (2025)
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"اردواملا کے قواعد وضوابط کے حوالے سے اب تک غفلت شعاری کو فروغ دیا گیا ہے،اسی لیے لفظوں کو من مانے طریقے سے لکھنے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے-شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بحیثیتِ مجموعی یورپی لسانیات بھی ایف –ڈی-سوسیر کے لسانی نظریات کو محورومرکز مانتی رہی، جن کی رو سے زبان کا تکلمی پہلوبنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور تحریر لسانیات کا موضوع نہیں ہے"(2)

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ تکلم اور تحریر اظہارِ زبان کے دواہم وسیلے ہیں-دونوں کوایک Abstract Reality کے مظاہر قرار دیا جاسکتا ہے-تکلم جہاں سماعی علامتوں کا سہارا لیتاہے وہیں تحریر کا انحصار بصری صورتوں پر ہے-بایں وجہ لسانیاتی تجزیے میں تحریر کو یکسر نظرانداز نہیں کیا جاسکتا –جب تحریر کو نظرانداز کرنا ممکن نہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ تحریر کااملادرست ہو-

اس ضمن میں طالب الہاشمی "اصلاحِ تلفظ واملا" میں لکھتے ہیں کہ :

لفظ "املا"کی تذکیروتانیث مختلف فیہ ہے-فصحائے اردو میں سے بعض نے اسے بطورِ مذکراستعمال کیا ہے اور بعض نے مونث کے طورپر برتا ہے-اردو کے ماہرینِ لسانیات کی اکثریت کے نزدیک "املا" کی تذکیر کو ترجیح حاصل ہے مگر پنجاب کے بیشتراہلِ قلم اسے مونث ہی بولتے اور لکھتے ہیں(3)-

املا کے لفظی معنی لکھنا،لکھوانا،رسّی دراز کرنا کے ہیں-زبان کی تحریری شکل رسم الخط کہلاتی ہے،جب کہ درست طورپر حروف کی شکلوں کو ضبطِ تحریر میں لانے کا نام املا ہے-ڈاکٹرفرمان فتح پوری اس حوالے سے رقم طراز ہیں :

"املا"، بابِ افعال سے عربی مصدر ہے اور عربی میں اسکا صحیح املا ہمزہ کے ساتھ اس طرح ہوگا املاء،لیکن اردو میں املا لفظ ہمزہ کے بغیر لکھا جاتا ہے—املا کے لغوی معنی ہیں لکھنا،لکھوانا اور رسّی دراز کرنا-زبان کی اصطلاح میں "املا" سے مراد کسی لفظ کو مقررہ ضابطوں کے ساتھ اس طرح لکھنا ہے کہ بولنے اورپڑھنے میں اسے صحیح تلفظّ کے ساتھ ادا کیا جاسکے-"(4)

ڈاکٹرعبدالستارصدیقی جیسے ماہر ِلسانیات نے سب سے پہلے اردواملا کے مسائل کی جانب توجہ مرکوز کی اوراس ضمن میں بہت سے مضامین بھی رقم کیے- بعدازاں رشید حسن خاں نے "اردواملا" کے نام سے ایک وقیع کتاب تحریر کی-

اردواملا کے بارے میں رشید حسن خان لکھتے ہیں کہ :

"اردو کی جامعیت،وسعت اوراکملیت کی خاطراس کے رسم الخط اور صحیح املا کواپنا حقیقی اوربنیادی کرداراداکرنا ہے کیوں کہ کسی زبان کے لکھنے کی معیاری صورت ہی کا نام رسم الخط ہے اوراس رسم الخط کے مطابق صحت کے ساتھ لکھنے کا نام املا ہے- دوسرے لفظوں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اردو کے رسم الخط کے مطابق،لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین اوراس ترتیب

Vol. 2. No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اوران حرفوں کے جوڑ کا متعارف طریقہ؛ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے"(5)-

کسی زبان کولکھنے کی صرف معیاری صورت ہی کو املا کہنا چاہیے-ا اصلاحات اور توسیعات کے توسط سے املا کے مسائل زیرِبحث لائے جاتے رہے ہیں- چوں کہ اردورسم الخط فارسی سے ماخوذ ہے،جوخودعربی رسم الخط سے وضع کیا گیا ہے- اسی لیے اردو کے حروفِ تہجّی بھی عربی اورفارسی کے رسمِ خط سے لیے گئے ہیں - اردو رسم الخط مین مقامی زبانوں کی آوازں کی نمایندگی کے لیے حروفِ تہجّی کی تعداد کو مناسب حد تک بڑھایا گیا ہے-جب اردو کے لیے فارسی رسم الخط کو اپنایا گیا تو مقامی زبانوں کی چند آوازوں کی نمایندگی کی خاطر چند فارسی کے حروف میں تھوڑی سی تبدیلی لاکر بھی نئے حروف تشکیل دیے گئے- اردو املا کی تصحیح وتہذیب کے لیے بھی فارسی کے قواعدوضوابط کوپیشِ نظر رکھا جاتا ہے- ڈاکٹر اصغر علی بلوچ،ڈاکٹر سید علی نقوی کے حوالے سے رقم طرازہیں:

"جہاں تک اردو املا کا تعلق ہے- یہ بڑی حد تک فارسی اورعربی
املا کے اصول کے تابع ہے- لیکن یہاں بھی دوسری زبانوں سے
الفاظ اخذ کرتے وقت اپنے ذاتی مزاج اور طبیعت کو ملحوظ رکھنے
کے اصول کے مطابق اردو نے فارسی اور عربی کے اصولِ املا
سے کہیں کہیں گریز اور انحراف کیا ہے-"(6)

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اب تک زیادہ توجہ رسم الخط کی اہمیت وافادیت اور ترمیم وتنسیخ پر مرکوزرہی ہے اوراملا کے موضوع کو نظرانداز کیا جاتا رہاہے- حالاں کہ یہ ایک حقیقی نوعیت کا اہم مسئلہ ہے اور نظرانداز کیے جانے کے لائق نہیں ہے- رسم الخط یہی رہے گا یا تبدیل ہوگا ،اس بحث کوجحبد ختم ہونا تھا،ہوگئی - مگراملا نویسی اور اس کے قوعدوضوبط کے سلسلے میں جس قدرسنجیدگی،توجہ اورانہماک کی ضرورت تھی،نہیں دی گئی- جس کے باعث من مانی،نزاج،انتشاراورغیریکسانیت کوفروغ ملا ہے- ابھی تک اردو کے اصولوں کاتعین نہیں کیا جاسکاہے- اس حوالے سے کچھ اصول وضوابط موجود ضرورہیں مگر ان کو اس طرح سے ایک منضبط شکل میں پیش نیں کیاگیاکہ ہرخاص وعام،محقق ونقاداورمصنف ومؤلف انسے مستفید ہو سکیں -سلیبس کی کتب،اخبارات اوراردو کے پی ایچ- ڈی کی سطح کے مقالہ جات اس تلخ حقیقت کے شاہد ہیں کہ املا کے حوالے سے یہاں من مانی،عدم دلچسپی اورعدم توجگی کے روّیے کو برتا گیا ہے- کتابت اورطباعت کے شعبوں میں املا کے اصول وضوابط کی عدم پیروی کا چلن عام سا ہوگیا ہے- اس فکرونظر کے عملی انتشارکانتیجہ یہ ہے کہ اردو میں ایک ہی لفظ کو کئی کئی طریقوں سے لکھنے کارواج زوروں پر ہے- یہ روش اور انداز اردوزبان وادب کی تہذیب وترتیب کے لیے انتہائی مہلک اورضرررساں ہے- اردواملانویسی کے اصول وضوابط کے اطلاق وانسلاک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے،ڈاکٹرفرمان فتح پوری رقم طرازہیں:

"اردو کے قواعدواصول بنیادی طور پر زبان ہی کے قواعدواصول ہیں-
جب تک یہ قواعدواصول مرتب ومقررنہ ہوں اوراورزبان کے رسم الخط
یا تحریر میں ان کی پابندی نہ کی جائے، حقیقی معنوں میں نہ توکوئی زبان
ترقّی کرسکتی ہے اورنہ اس کا کوئی بلند معیار قائم ہوسکتا ہے- یہی وجہ
ہے کہ دنیاکی ساری ترقّی یافتہ زبانوں میں املا(SPELLING)کے ضابطوں

Vol. 2. No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ کسی لفظ کا تلفظ(PRONUNCIATION)
اپنے مروّج املا سے خواہ کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو، لیکن اس کا جو املا
(SPELLING) مقرر ہے اور متعین ہے، اسے اسی طرح لکھیں گے – "(7)

امجد جاوید لکھاری کیسے بنا؟ ہے کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ :

" اعلیٰ مقاصد کے حصول ہی سے اعلیٰ شخصیت کا وجود ممکن ہوتا ہے – محض مادیت کے علاوہ انسان اپنے ذوقِ جمال کی تسکین بھی چاہتا ہے – وہ اپنے اعلیٰ اور قابلِ تحسین ذوق کو دوسروں تک پہنچاکر دلی اطمینان اور راحت محسوس کرتا ہے۔ اس طرح وہ اس روحانی مسرّت میں دوسروں کا اشتراک ،انسلاک اور شمولیت چاہتا ہے ۔ اعلیٰ افکار و نظریات، فکر و فن اور جذبات واحساسات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ذوق کی تبلیغ، ترویج اور اشاعت کا موثر اور دیر پا ذریعہ تحریر ہے۔ محض گفتگو، ہوا میں تحلیل ہوسکتی ہے مگر تحریر دوام پاتی ہے"(8)

ایک موثر رسم الخط اور املا نویسی کے اصول وضوابط کی پابندی کے توسط سے فکروفن ،علم و فلسفے اور حکمت ودانش کی طباعت واشاعت احسن انداز میں ممکن ہوتی ہے۔ تخیل ومحاکات کی ترتیب وتہذیب سے انسانی رویّو ں کی شناخت اور درجہ بندی آسان ہوجاتی ہے – اصول وضوابط کی روشنی میں لکھی گئی تحریر فکر و نظر میں وسعت اور ترفّع کا سبب بنتی ہے – عمومی تحاریر کے علاوہ تخلیقی و تحقیقی تحریر وں کے لیے جہاں پر سکون اور مثبت سوچ درکار ہوتی ہے، وہاں لفظوں کا درست انتخاب بھی یقیناً ضروری ہوتا ہے۔ اور لفظوں کی تشکیل حروف اوران کی درست ترتیب پر منحصر ہوتی ہے –

اردو اپنی ساخت اور صوتیات کے نقطۂ نظر سے رواں اور ٹھوس زبانوں کی صف میں شامل ہے۔ اب یہ ترقّی اور اٹھان کی اس منزل تک رسائی حاصل کر چکی ہے جہاں زبان کے مرنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا بل کہ پھلنے پھولنے اور آگے بڑھنے کے یقینی امکانات ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ اردو پاکستان کی قومی زبان ضرور ہے مگر پاکستان میں اکثریت کی مادری زبان نہیں۔ لیکن یہ ہر گھر میں بولی اور سمجھی جروجاتی ہے – یہ پاکستان کی دوسری زبانوں کے اثرات کی بنا پر ایک (LINGUA FRANCA)کی حیثیت اختیار کرچکی ہے لہٰذا ملکِ پاکستان کی بقا سالمیت اور قومی یک جہتی کے لیے، قومی سطح پر اردو کو رابطے کی زبان رکھنا ضروری ہے۔ اسے تعلیم وتحقیق اور فکروفلسفے کی زبان کے طور پر وسعت دینا ہوگی۔

اس سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر فاروق چودھری لکھتے ہیں کہ :

"تعلیمی اور تحقیقی کارکردگی کے موثر ابلاغ کے لیے ایک منظم رسم الخط کے علاوہ ایک منضبط املا نویسی کا نظام بھی ضروری ہوتا ہے ۔ اردو کو ایسی علمی وسعت اور کشادہ دامنی درکار ہے جو ایک طرف تو عربی، فرانسیسی اور انگریزی کے معیار کی ہو اور دوسری طرف اصطلاحاتی سطح پر عام فہم ہو، مگر اس تمام تر لچکدار روّیے کے باوجود اپنے بنیادی ڈھانچے سے انحراف نہ کرے(9)

املا میں مرورِ ایّام کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں اور تغیّرات رونما ہوتے رہتے ہیں اور یہ ایک فطری مظہر ہے۔ لفظ "پہنچے" کو پہلے "پھونچے"، "اس" کو "اوس" اور "سے" کو "سیں" لکھا جاتا رہا ہے۔ زندہ زبانیں اس تغیروتبدل کے لیے اپنا دامن کشادہ رکھتی ہیں ۔ کسی

Vol. 2. No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لفظ کے مروّجہ املا کے خلاف جانا، زبان کے حق میں ضرررساں ثابت ہوتا ہے۔ کسی لفظ کا جواملا عمومیت کے درجے کے توسط سے لسانی اور قومی مزاج کا حصّہ بن جائے،اسی کا انتخاب ضروری ہوتا ہے ۔درحقیقت طرزِ املا کا انتخاب واستعمال ابلاغ کی خاطر کیا جاتا ہے۔
اردو کے ہم آواز حروفِ تہجّی کو بھی مردہ لاشیں قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ان سے جان چھڑانا ممکن ہے،کیوں کہ یہ حروف اردو کے لسانی مزاج سے مطابقت اختیار کرچکے ہیں۔ ان ہم آواز حروف کے حوالے سے شمس الرحمٰن فاروقی کا موقف یہ ہے:

"بعض لوگ اردو کے حروفِ تہجّی کو "سائنسی" بنانے کے دعوے
کے ساتھ "فضول" یا "فالتو" حروف کو نکالنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال
ہے کہ جب "ز" موجود ہے تو "ذ، ض، ظ" فالتو ہیں۔ وقس علیٰ ھٰذا ۔ بہت
سے استدلال اس "اصلاحی" کوشش کے خلاف لائے جاسکتے ہیں اور
لائے گئے ہیں۔ لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ زبان کا صحیح پن
(Validity)رواجِ عام سے قائم ہوتا ہے۔ رواجِ عام کے خلاف جانا
زبان کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔"(10)

امتدادِ زمانہ کے ساتھ اخذ وقبول کی وجہ سے لفظوں کی شکلیں کیا سے کیا ہوجاتی ہیں اور تلفظ بھی متاثر ہوتا ہے۔
دخیل الفاظ کے بارے میں ایک مربوط، قابلِ عمل اور واضح پالیسی اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ماہرینِ لسانیات کا یہ موقف تسلیم کیا جانا چاہیے کہ دخیل الفاظ کا املا اور تلفظ وہی اختیار کیا جائے جو اہلِ زبان میں رواج پاچکا ہو۔ گویا الفاظ کا تلفظ اور املا وہی درست کہلائے گا جسے اہلِ زبان کی تائید حاصل ہے۔ املا کا کسی لفظ کے لیے جو قاعدہ طے پاجائے اس کی تقلید اور پیروی نہ کرنا زیادتی ہے۔ من مانی اور خودپسندی سے تو مختلف علاقوں اور مختلف مکتبِ فکر کے حامیوں میں ایک ہی زبان کے لکھنے کے بہت سے اندازرواج پاسکتے ہیں۔ ایسی صورت میں سہولت اور قبولِ عام کو پیشِ نظر رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری انشا اللہ خاں انشا کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"جو لفظ اردو میں آیا وہ اردو ہوگیا۔ خواہ وہ لفظ عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو
یا سریانی، پنجابی ہو یا پوربی۔ اصل کی روسے غلط ہو یا صحیح،وہ لفظ
اردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے خلاف ہو تو بھی صحیح ۔ اس کی صحت اور
غلطی اس کے اردو میں رواج پکڑنے پر منحصر ہے۔ کیوں کہ جو چیز
اردو کے خلاف ہے وہ غلط ہے گو اصل میں صحیح ہو اور جو اردو کے
کے موافق ہے وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ بھی ہو۔"(11)

اردو کے بہت سے شعرا اور ادبا نے اردو املا نویسی میں صحت اور درستی کے حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بیسویں صدی سے قبل سراج الدین علی خان آرزو، انشا اللہ خان انشا ، مرزا اسداللہ خاں غالب اور امیر مینائی نے انفرادی سطح پر متحرّک رہے ۔تاہم جب بیسویں صدی میں تحریر اور طباعت کی رفتار کی وجہ سے اردو املا میں انتشار اور بگاڑ نے زیادہ شدّت اختیار کرلی تو انفرادی کے بجائے اجتماعی سطح پر اصلاحِ املا کی تحریک نے زور پکڑا۔ پاکستان میں مقتدرہ قومی زبان (ادارہ فروغِ قومی زبان) اور بھارت میں اردو بورڈ نے اس حوالے سے مختلف سیمینار منعقد کیے اور سفارشات

AL-AASAR Journal
Quarterly _Research Journal_
www. al-aasar.com/

Vol. 2. No. 1 (2025)

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کوکتابی صورت میں شائع کیا- ان سفارشات کی روشنی میں تحریر کردہ کتابیں اور تحقیقی مضامین موجود ہیں جو اردواملا میں یک رنگی اوریکسانیت کے لیے اصول ومعیار فراہم کر سکتے ہیں-

ان قواعدوضوابط کے اصولوں کی روشنی میں عوام الناس کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جانا چاہیے- موجودہ املائی مسائل کے حل کے لیے احسن مارہروی،ڈاکٹرعبدالستار صدیقی،رشید حسن خاں،آلِ احمد سرور، مسعود حسین خان، مسعود حسن رضوی ادیب ،پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، مولوی عبدالحق، سید ہاشمی فرید آبادی، وہاج الدین، گوپی چند نارنگ اور پروفیسر غازی علم الدین جیسے زبان دانوں اور سخن شناسوں کی تحقیقی تصنیفات اور تالیفات کو مشعلِ راہ بنایا جا سکتا ہے-

رشید حسن خان "اردو املا اور رسم الخط" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

> " ہر بڑی زبان مثلاً: عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی نے زبان کے قاعدے مقرر کر رکھے ہیں اور ہر لکھنے والا ان قاعدوں کی پابندی کرتا ہے- اردو والے اس حوالے سے خود کو کسی اصول اور ضابطے کا پابند نہیں سمجھتے - حالاں کہ دنیا کی ترقی پذیر اقوام لفظوں کی لکھاوٹ میں ضروری ترامیم اور اصلاح کا عمل بھی جاری رکھتی ہیں - اردو املائی مسائل کے حل میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ انلوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے جو صحت اور اصول پر نظر رکھتے ہیں - بڑا گروہ مقلدوں یا عادت کے بندوں کا ہوتا ہے - اور پھر اس کے تدارک اور اصلاح کی ذمے داری اہلِ تحقیق پر عائد کی جاتی ہے" (12)-

ان املائی مسائل کا حل صرف اس طور پر ممکن ہے کہ اہلِ علم، اہلِ قلم اور اہلِ دانش علمی انجمنیں تشکیل دیں اور اپنے فرائض کا احساس کر کے، املا کے اصول وضوابط پر عمل درآمد یقینی بنائیں- اشتہار بازی(Advertisement) کی صنعت نے بھی املا کے حوالے سے بگاڑ اور انتشار کو بڑھاوا دیا ہے- ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں بھی اس طرح کی کمی کوتاہی کی نشاندہی ہو تو اس کے تدارک کے لیے خم ٹھونک کر میدانِ عمل میں آیا جائے اور اس قومی فریضے سے پہلوتہی ہر گز نہ کی جائے- اخبارات کی اس حوالے سے درجہ بندی کی جائے- اخبارات میں راہ پا جانے والی املا کی اغلاط کی نشاندہی اور درستی کے لیے، باقاعدہ ایک مہم چلائی جائے- املا کے اصول وضوابط پر عمل پیرا اخبارات کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جائے بل کہ ان کی اشاعت بڑھانے کے لیے علمی، ادبی انجمنیں اور اہلِ دانش وبینش اپنا بھرپور کردار ادا کریں-

مختلف درجوں اور سطحوں کے اردو کے نصاب میں لفظوں کی لکھاوٹ کے دوران املا کے اصول وضوابط کی نہ صرف پیروی کی جائے بل کہ ان اصول وضوابط کی ضرورت واہمیت پر مشتمل مضامین، نصاب کا حصّہ بنائے جائیں تا کہ تعلیم یافتہ اور دردِ دل رکھنے والا طبقہ، نہ صرف اس موضوع کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہو بل کہ ہر اول دستے کے طور پر املائی انتشار اور بے ضابطگی کے خاتمے کے لیے جد وجہد اور مساعیِ جمیلہ کا حق ادا کرے- یہ ایثار درست املا کی ترویج واشاعت کے لیے یقیناً قابلِ تقلید اور قابلِ تحسین ثابت ہوگا- نصابی کتب کی اشاعت کو املائی اغلاط سے پاک رکھنے کے لیے پوری ذمے داری نبھائی جائے تا کہ اردو تشکیلِ پاکستان کے علاوہ تعمیر پاکستان کا فریضہ بھی احسن طریقے سے انجام دے سکے-

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/
Vol. 2. No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حوالہ جات

1 - رامے، محمد عرفان، "عبارت کیسے لکھی جائے؟"، لاہور: رابعہ بک ہاؤس، سن ندارد، ص: 8

2- —ملک، نذیر احمد، "اردو رسمِ خط--- ارتقا اور جائزہ"، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، 2018ء، ص4

3- -طالب الہاشمی، "اصلاحِ تلفظ واملا"، لاہور: القمر انٹرپرائزز، سن ندارد، طبع سوم، ص16

4- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو املا اور رسم الخط"، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، 2013ء، ص12

5- رشید حسن خاں، "اردو املا"، لاہور: فکشن ہاؤس، 2013ء، ص22

6- اصغر علی بلوچ، ڈاکٹر، "چہار رنگ"، ص34

7- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو املا اور رسم الخط"، ص6

8- امجد جاوید، "لکھاری کیسے بنتا ہے؟"، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، 2012ء، ص26

9- فاروق چودھری، پروفیسر، ڈاکٹر، "اردو آموز"، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2017ء، ص34

10- فاروقی، شمس آلرحمٰن، "لغاتِ روزمرّہ"، کراچی: آج کی کتابیں، طبع چہارم، 2012ء، ص61

11- فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو املا اور رسم الخط"، ص10

12- رشید حسن خاں، "اردو املا" دہلی: نیشنل اکادمی، 1974ء، ص10